پاکستان میں مطالعہ قرآن کی صورتحال

وفاق المدارس العربیہ پاکستان میں قرآن وعلوم القرآن کا نصاب: جائزہ اور بہتری کی تجاویز

The Situation of Study of Quran in Pakistan

An Analysis of the Curriculum of Quran and Quranic Sciences in Wifaq Ul Madaris al Arabiah Pakistan: A Review and Suggestions for Improvements

علی طارق*

عبد اللطیف ساجد**

Abstract

Quran and its Sciences hold a very important and integral position in the entire curriculum of Islamic Studies since it is considered the first and foremost source of Islamic foundations. The Scholars have been serving this genre since the advent of Islam.

Wifaq ul Madaris al Arabiah, Pakistan is considered to be the biggest board of religious Madaris in Pakistan offering the eight years degree of *Dars-e Nizami/ Shahadatul Alamiah,* equivalent to Masters in Arabic and Islamic Studies.

This article is an attempt to review and analyze the teaching of Holy Quran and Its Sciences in Dars e Nizami and its different dimensions such as its translation and teaching of its allied subjects. The article also deals with the inclusion of some modern methodologies which can be included in the curriculum as well as some suggestions for improvements.

Keywords: Quran, Quranic Sciences, Curriculum, Madrassah Reforms

* لیکچرر، شعبہ حدیث، کلیہ اصول الدین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

** لیکچرر، شعبہ حدیث، کلیہ اصول الدین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔

دینی مدارس کا نصاب و نظام تعلیم و تربیت کے حوالے سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے البتہ اس نظام میں مثبت، تعمیری اور مفید تبدیلیاں اور اس کے نصاب و نظام کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے حوالے سے ہمیشہ گفتگو کا سلسلہ جاری رہا ہے اور اس حوالے سے پچھلی چار پانچ دہائیوں میں خاصی بڑی تعداد میں کتب اور مقالات منظر عام پر آچکے ہیں[1]۔ دینی مدارس کے متحدہ وفاقوں میں سے ایک بڑا وفاق، وفاق

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے: انور غازی، دہشت گردی کے اڈے یا خیر کے مراکز، (کراچی: الحجاز پبلشرز، 2001ء)، ص:314 ۔ ندوی، سلیمان، سید، حسینی، ہمارا نصاب تعلیم کیا ہو، (کراچی: مکتبہ ندوہ، 2004ء)، ص:264، خالد رحمٰن، دینی مدارس- تبدیلی کے رجحانات پاکستان کی بڑی دینی جامعات کا مطالعہ (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز 2008ء) ص:248، سلیم منصور خالد، دینی مدارس میں تعلیم: کیفیت، مسائل، امکانات، (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، 2004ء)، ص:472۔ جالندھری، محمد حنیف، قاری، مولانا، دینی مدارس کا مقدمہ، (کراچی: بیت السلام، 2011ء)۔ بنوری، محمد یوسف، سید، مولانا، مرتب: بدخشانی، محمد انور، دینی مدارس کی ضرورت اور جدید تقاضوں کے مطابق نصاب و نظام تعلیم، (کراچی: بیت العلم، 2000ء)۔ غلام شمس الرحمن، ڈاکٹر، پاکستان میں مدارس کی تعلیم، روایت و تغیرات، (ملتان: شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، 2016ء)۔ گیلانی، سید مناظر احسن، مولانا، ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت، (سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، 2008ء) ص:744۔ عزیز الرحمٰن، سید، دینی مدارس بدلتے ہوئے زمانے میں، (دار العلم والتحقیق، 2021ء)، ص:235۔ خان، قمر آستاں، پروفیسر، مولانا آزاد اور مدارس اسلامیہ، (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری)۔ قادری، حقانی میاں، مولانا، ڈاکٹر، حافظ، دینی مدارس، نصاب و نظام تعلیم اور عصری تقاضے، (کراچی: فضلی سنز پرائیویٹ لمیٹڈ)۔ میواتی، شبیر احمد، خان، دینی مدارس اور عصر حاضر، (گوجرانوالہ: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا، اگست 2008)۔ الراشدی، ابو عمار، زاہد، دینی مدارس کا نصاب اور نظام، نقد و نظر کے آئینے میں، (گوجرانوالہ: الشریعہ اکادمی، ہاشمی کالونی، کنگنی والا، اگست، 2007)۔ عبد الرشید ارشد، ڈاکٹر، دینی تعلیم اور اصلاح معاشرہ، (لاہور: شہ تاج مطبوعات اردو بازار، جون، 1999)۔ عربی اسلامی مدارس کا نصاب و نظام تعلیم اور عصری تقاضے، مدرسہ سسٹم پر 1968 کے دہلی سیمینار کی روداد: مقالات اور بحث، (پٹنہ: پاکیزہ آفسیٹ، شاہ گنج، محمد پور روڈ، 2006)۔ محمد امین، ڈاکٹر، ہمارا دینی نظام تعلیم، (لاہور: مکتبہ البرہان، طبع ثانی، 2014ء)۔ عزیز الرحمان، سید، ڈاکٹر، مسلمانوں کا دین ی و عصری نظام تعلیم، (گوجرانوالہ، الشریعہ اکادمی، 2009)۔ مسلم سجاد، سلیم منصور خالد، دینی مدارس کا نظام تعلیم، (اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز)۔ محمد عرفان ندیم، دینی مدارس کا نظام تعلیم اور جدید تعلیمی انقلاب، (لاہور، المشرق للنشر و التوزیع)۔ ممتاز احمد، دینی مدارس روایت اور تجدید، علماء کی نظر میں، (اسلام آباد: ایمیل مطبوعات، 2012ء)۔ خالد رحمان، اے ڈیمیکن، پاکستان میں دینی تعلیم- منظر پس منظر و پیش منظر، (اسلام آباد: انسٹیٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز)۔ انور غازی، دینی مدارس، (کراچی: الحجاز پبلشرز، 2011ء)، Robert W.Hefner, Muhammad Qasim Zaman, Schooling Islam: The Culture and politics of Modern Muslim Education, (Princeton University Press, 2007) 277pages

المدارس العربیہ پاکستان ہے. جس میں درس نظامی کی سہولت دستیاب ہے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان میں قران اور علوم قران کے حوالے سے تدریس و تحقیق اور تربیت کے مختلف مناہج کو اس مقالے میں زیر بحث لایا گیا ہے اور اس مقالے کا مقصد قران و علوم القران کے حوالے سے پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان میں جو مثبت، مفید اور تعمیری تبدیلیاں لائی جاسکتی ہے ان کی طرف راہنمائی کی جاسکے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت اس وقت اکیس ہزار چھ سو باون (21452) مدارس و جامعات کام کر رہے ہیں ان مدارس میں اساتذہ کرام کی تعداد ایک لاکھ آٹھائیس ہزار بہتر (148072) اور زیر تعلیم طلبہ کی تعداد اٹھارہ لاکھ انانوے ہزار سات سو پچانوے (1889795) ہے۔

اس مقالے میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے طلبا (بنین) کے نصاب کو پیش نظر رکھتے ہوئے نصاب میں قرآن کریم و علوم القرآن کی تعلیم و تدریس کا جائزہ لینا مقصود ہے۔ مقالے کو مندرجہ ذیل تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1. پہلے حصے میں قرآن و علوم القرآن کے نصاب کا جائزہ پیش کیا جائے گا اور آٹھ سالہ درس نظامی میں قرآن کریم، علوم القرآن اور تفسیر کی تدریس کے تناسب کو بیان کیا جائے گا۔
2. دوسرے حصے میں نصاب کی تدریس کے طریقہ کار اور اسلوب کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔
3. تیسرے حصے میں اس طریقہ تدریس کی خوبیوں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مزید بہتری کی تجاویز پیش کی جائیں گی جن کا تعلق نصاب اور طریقہ تدریس دونوں سے ہو گا۔

آٹھ سالہ درس نظامی میں قرآن و علوم القرآن کے نصاب کا جائزہ

نصاب کا جائزہ پیش کرنے سے پہلے آٹھ سالہ درس نظامی کی تھوڑی سی تفصیل پیش کی جاتی ہے۔ پہلے دو سالوں کو الثانویۃ العامۃ کا نام دیا جاتا ہے تیسرے اور چوتھے سال کو الثانویۃ الخاصۃ کا نام دیا جاتا ہے، پانچویں اور چھٹے سال کو العالیہ کا اور ساتویں اور آٹھویں سال کو العالمیۃ کا نام دیا جاتا ہے۔ اب ہم ان چار تقسیموں کے اعتبار سے نصاب کا جائزہ پیش کریں گے۔

الثانویۃ العامۃ میں قرآن و علوم القرآن کا نصاب

الثانویۃ العامۃ کے پہلے سال میں تجوید کے عنوان کے تحت جمال القرآن کا نام ہے اور اس کے ساتھ تیسویں پارے کے آخری ربع کو تجوید کے ساتھ حفظ کرنا شامل ہے گویا روزانہ کے چھ گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ تجوید کے عنوان سے مختص ہے۔ وفاق المدارس العربیہ سے ملحق

مدارس میں تدریس و تعلیم جمعہ شام سے شروع ہو کر جمعرات شام تک چلتی ہے اور اسباق کی ترتیب عام طور پر دو طرح سے ہوتی ہے بعض مدارس میں ہر روز فجر کے بعد سے لے کر ظہر تک چار گھنٹے ہوتے ہیں اور ظہر کے بعد دو گھنٹے ہوتے ہیں عام طور پر ان مدارس میں ایک گھنٹہ سردیوں میں پچاس یا پچپن منٹ کا اور گرمیوں میں 60 منٹ کا ہوتا ہے اور بعض مدارس میں یہ سب گھنٹے ظہر سے پہلے ہی مکمل ہو جاتے ہیں لیکن گھنٹوں کا دورانیہ چالیس یا پینتالیس منٹ ہوتا ہے جس کی وجہ سے نصاب کی تکمیل میں کچھ تنگی پیش آتی ہے جسکی تفصیل آگے ذکر کی جائے گی۔

ثانویہ عامہ کے دوسرے سال میں ایک گھنٹہ تفسیر و تجوید کے نام سے رکھا جاتا ہے جس میں تیسویں پارے کا ترجمہ و تفسیر پڑھائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تیسویں پارے کے تیسرے پاؤ کو تجوید کے ساتھ حفظ کرایا جاتا ہے اسی گھنٹے میں قرأت کی ایک کتاب فوائد مکیہ بھی پڑھائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ مشق کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

الثانویۃ الخاصۃ میں قرآن وعلوم القرآن کا نصاب

الثانویۃ الخاصۃ کے پہلے سال میں تفسیر و حدیث کے عنوان سے ایک گھنٹہ مختص ہوتا ہے جس میں سورہ عنکبوت سے لے کر تیسویں پارے تک قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر پڑھائی جاتی ہے اسی کے ساتھ حدیث کی کتاب ریاض الصالحین[2] کا کتاب الادب بھی پڑھایا جاتا ہے جو کہ عام طور پر ترجمہ و تفسیر کے نصاب کی تکمیل کے بعد آخر میں پڑھایا جاتا ہے۔ الثانویۃ الخاصۃ کے دوسرے سال میں ترجمہ و تفسیر کے عنوان سے ایک گھنٹہ مختص کیا جاتا ہے جس میں سورۃ یونس سے سورۃ عنکبوت تک کے قرآن کریم کے حصے کا ترجمہ اور اسکی تفسیر پڑھائی جاتی ہے اور ساتھ ہی حدیث کی کتاب ریاض الصالحین سے کتاب الجہاد سے لے کر کتاب الدعوات کے اختتام تک کا حصہ پڑھایا جاتا ہے۔

عالیۃ میں قرآن وعلوم القرآن کا نصاب

عالیۃ کے مرحلے میں پہلے سال میں ترجمہ و تفسیر کے عنوان سے ایک گھنٹہ مختص کیا جاتا ہے جس میں سورہ فاتحہ سے لے کر سورۃ یونس تک کے قرآن کریم کے حصے کا ترجمہ اور اسکی تفسیر پڑھائی جاتی ہے اس طرح الثانویۃ عامۃ کے دوسرے سال سے شروع ہونے والا

---

[2] النووي، ابوزکریا، محي الدین، یحیی بن شرف، (وفات: 676ھ)، ریاض الصالحین ۔

قرآن کریم بمع ترجمہ و تفسیر تین سال میں ایک مرتبہ مکمل ہو جاتا ہے۔ عالیہ کے پہلے سال میں ترجمہ و تفسیر کے ساتھ ساتھ حدیث کی کتاب آثار السنن بھی شامل ہوتی ہے جو عام طور پر ترجمہ و تفسیر کے نصاب کی تکمیل پر پڑھائی جاتی ہے۔

عالیہ کے مرحلے کے دوسرے سال میں تفسیر اور اصول تفسیر کے عنوان سے ایک گھنٹہ مختص کیا جاتا ہے جس میں اصول تفسیر میں شاہ علی اللہ کی الفوز الکبیر فی اصول التفسیر[3] پڑھائی جاتی ہے اور تفسیر میں مشہور تفسیر جلالین[4] پڑھائی جاتی ہے۔

عالمیہ میں قرآن وعلوم القرآن کا نصاب

عالمیہ کے مرحلے کے پہلے سال میں قرآن و علوم القرآن کیلئے دو گھنٹے مختص کئے جاتے ہیں۔ پہلے گھنٹے کا عنوان اصول تفسیر و اصول حدیث ہوتا ہے جس میں اصول تفسیر میں علامہ صابونی کی کتاب التبیان فی علوم القرآن[5] پڑھائی جاتی ہے اور اصول حدیث میں شرح نخبۃ الفکر[6] پڑھائی جاتی ہے۔ دوسرے گھنٹے کا عنوان تفسیر کا ہوتا ہے جس میں امام بیضاوی کی مشہور تفسیر، تفسیر بیضاوی[7] شامل ہے۔ اور اس کے پہلے پارے کا پہلا پاؤ پڑھایا جاتا ہے۔ عالمیہ کے آخری سال میں قرآن وعلوم القرآن کے حوالے سے کوئی کتاب شامل نہیں بلکہ حدیث کی کتب پڑھائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے اسے دورہ حدیث کہا جاتا ہے۔

قرآن وعلوم القرآن کی تدریس کا اسلوب وطریقہ کار

اب اوپر ذکر کئے گئے نصاب کے بعد اس نصاب کی تدریس کے اسلوب اور طریقہ کار کا جائزہ لیا جائے گا۔ ثانویۃ عالمیۃ کے پہلے سال میں جمال القرآن[8] کا پہلا پاؤ پڑھایا جاتا ہے اور اس کی ساتھ تیسویں پارے کے آخری پاؤ کو تجوید کے ساتھ حفظ کرایا جاتا ہے۔ دوسرے سال میں علم قرأت پر ایک کتابچہ فوائد مکیہ پڑھایا جاتا ہے اور اس میں استاد علم قرأت کی تدریس کے ساتھ ساتھ اس کی مشق بھی کرواتا ہے۔ اسی مرحلے میں پہلی مرتبہ طالب علم کو تیسواں پارہ بمعہ ترجمہ و تفسیر بھی پڑھایا جاتا ہے اس میں قرآن کریم کے ترجمے کے

---

[3] الدھلوی، ولي الله، شاہ، احمد بن عبد الرحیم، (وفات:1176ھ)، الفوز الكبير في اصول التفسير، تعریب: الندوی، الحسینی، سلمان۔

[4] المحلی، جلال الدین، محمد بن احمد، (وفات:864ھ) والسیوطی، جلال الدین، عبد الرحمن بن أبی بکر، (وفات:911ھ)، تفسير الجلالين.

[5] الصابونی، محمد علی، التبيان في علوم القرآن۔

[6] عسقلانی، ابن حجر، ابو الفضل احمد بن علی، (وفات:852ھ)، نخبة الفكر في مصطلح أهل الأثر شارح: الخضير، عبد الكريم بن عبد الله.

[7] البیضاوی، الشیرازی، ناصر الدین، ابو سعید، عبد اللہ بن عمر بن محمد، (وفات:685ھ) أنوار التنزيل وأسرار التأويل المعروف بـ تفسير البيضاوي.

[8] تھانوی، اشرف علی، مولانا، حکیم الامت، (1280ھ – 1362ھ)، جمال القرآن۔

ساتھ ساتھ مختصر تفسیر کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے اور چوں کہ طالب علم صرف اور نحو بھی پڑھ رہا ہوتا ہے لہذا ساتھ ساتھ قرآن کریم کی 'آیات میں صرف و نحو کا اجرا بھی کرایا جاتا ہے۔ اس کے لئے طالب علم سے آیات کی تراکیب بھی کرائی جاتی ہیں اور مختلف صیغوں کے بارے میں بھی پوچھا جاتا ہے۔ درس نظامی کے تیسرے سال میں قرآن کریم کے آخری نو پارے پڑھائے جاتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ طالب علم رات کو مطالعہ کر کے آتا ہے اور صبح استاد پہلے قرآن کریم کا ترجمہ کراتا ہے اور پھر اس کی تفسیر کرتا ہے اور ساتھ ہی طالب علم سے پچھلے دن کا سبق بھی سنا جاتا ہے۔ اس میں طالب علم کو ترجمے کے ساتھ ساتھ تفسیر بھی پڑھائی جاتی ہے اور اساتذہ مختلف تفاسیر کا کبھی حوالہ دے کر گفتگو کرتے ہیں اور کبھی منضبط انداز میں ان کا جامع خلاصہ پیش کر دیتے ہیں۔ بعض مدارس جہاں پر ایک گھنٹہ چالیس یا پینتالیس منٹ کا ہوتا ہے وہاں استاد کے لئے اوپر ذکر کی گئی تمام چیزوں کی رعایت کرتے ہوئے نصاب کو مکمل کرانا خاصہ مشکل کام ہوتا ہے کیوں کہ اس کے ساتھ آخر میں حدیث کی کتاب ریاض الصالحین کا بھی ایک حصہ شامل ہوتا ہے۔یہی ترتیب چوتھے اور پانچویں سال تک چلتی ہے اور پانچویں سال کے اختتام پر طالب علم ایک مرتبہ قرآن کریم کو ترجمے اور تفسیر کے ساتھ پڑھ لیتا ہے۔

درس نظامی کے چھٹے سال اور عالیہ کے دوسرے سال میں شاہ ولی اللہ کی الفوز الکبیر فی اصول التفسیر پڑھائی جاتی ہے جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ استاد کتاب کا اردو ترجمہ کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس کے مباحث کی ضروری تشریح و وضاحت کرتا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ تفسیر جلالین بھی پڑھائی جاتی ہے اس میں پوری تفسیر جلالین پڑھائی جاتی ہے اور استاد جلالین کی عبارات کی توضیح و تشریح کرتا ہے۔ ساتویں سال میں علامہ صابونی کی التبیان فی علوم القرآن پڑھائی جاتی ہے اور اس میں بھی اوپر ذکر کی گئی ترتیب کو پیش نظر رکھتا جاتا ہے کہ استاد پہلے عربی سے اردو میں ترجمہ کرتا ہے اور پھر وضاحت کرتا ہے۔ اسی طرح تفسیر میں بیضاوی کے پہلے پارے کا پہلا پاؤ پڑھایا جاتا ہے۔ اور اس میں بھی استاد عربی عبارت کا اردو ترجمہ کرتا ہے اور پھر صاحب بیضاوی کی عبارت کی وضاحت اور تشریح کرتا ہے۔

اس طریقہ تدریس کی خوبیاں اور مزید بہتری کی تجاویز

اگر اوپر ذکر کی گئی تفصیل کو پیش نظر رکھا جائے تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ ایک طالب علم کو آٹھ سالہ درس نظامی میں دو مرتبہ قرآن کریم کو ترجمہ و تفسیر سے پڑھنے کا موقع ملتا ہے جو یقیناً ایک خوش آئند اقدام ہے کیوں کہ اسی طرح ایک طالب علم اپنے تعلیمی سفر میں دو دفعہ پورے قرآن کریم کے ترجمہ اور اس کی تفسیر سے آشنا ہو جاتا ہے اور یہ چیز عموماً جدید جامعات میں بھی نہیں پائی جاتی بلکہ اگر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامیات میں ایم۔اے یا قرآن کریم میں ایم فل اور ڈاکٹریٹ کے نصاب کا جائزہ لیا جائے تو واضح طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس میں قرآن کریم کے مکمل ترجمے اور تفسیر کا اہتمام نہیں کیا جاتا بلکہ ایم اے اسلامیات کے نصاب میں تو بہت تھوڑا سا حصہ قرآن کریم کے ترجمے اور تفسیر کا شامل ہوتا ہے اگر چہ اس نظام میں دیگر کئی قابل تعریف چیزیں شامل ہوتی ہیں لیکن

اس پہلو کی تشنگی کا احساس بہر حال بہت ابھر کر سامنے آجاتا ہے۔ بعض مدارس میں دو مرتبہ قرآن کریم کے ترجمے و تفسیر کی تدریس کے ساتھ ساتھ فجر کے بعد تمام طالب علموں کے لئے قرآن کریم کے درس میں شرکت لازمی ہوتی ہے جس میں سالانہ دس سپارے پڑھائے جاتے ہیں اور اس طرح تین سال میں ایک مرتبہ قرآن کریم مکمل ہو جاتا ہے اور مجموعی طور پر ایک طالب علم اپنے آٹھ سالہ درس نظامی کے زمانے میں تین مرتبہ قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر سے مستفید ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے ساتھ ساتھ طالب علم کو تلفظ و مخارج کی تصحیح کے لئے فوائد مکیہ اور جمال القرآن جیسی کتب بھی پڑھائی جاتی ہیں جو کہ قرآن کریم کی تلاوت اور قرأت میں معاون ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ قرأت کی عملی مشق بھی کرادی جاتی ہے تاکہ پڑھی گئی باتوں کی عملی تطبیق ہو جائے۔ اسی طرح تفسیر الجلالین کے ذریعے طالب علم کو قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے ساتھ ساتھ کلام اللہ کے محذوفات، ضمائر کی تعیین، اجمال کی تفصیل اور دیگر پہلوؤں سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

یقیناً قرآن اور علوم القرآن کا نصاب اور طریقہ تدریس بہت ساری خوبیوں کا جامع ہے لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر اچھے کام میں مزید بہتری کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے لھذا اگر مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے تو اُمید ہے کہ اس نصاب و نظام میں مزید بہتری لائی جاسکتی ہے جس کے مثبت علمی اثرات یقینا ان لاکھوں طلباء پر مرتب ہوں گے جو اپنے آپ کو علوم قرآن و حدیث کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں:

عام طور پر جدید جامعات اور اداروں میں کسی بھی مضمون یا کتاب کے آغاز سے پہلے اس سے متعلق بنیادی اور اہم معلومات کے حوالے سے تمہیدی گفتگو کی جاتی ہے جس کے ذریعے اس طالب علم کو اس فن کی بنیادی اور اساسی معلومات سے آگاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس سرگرمی کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ طالب علم کی اس فن اور کتاب سے دلچسپی میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس کے لئے ایک سمت بھی متعین ہو جاتی ہے۔ شاید دینی مدارس میں اب تک یہ روایت اتنی زیادہ پختہ نہیں ہو سکی ہے لھذا اگر قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر شروع کرانے سے پہلے طالب علم کو قرآن کریم کے حوالے سے بنیادی معلومات فراہم کر دی جائیں تو یقیناً یہ اس کے لئے بہت مفید ہوں گی مثلا قرآن مجید کا ایک عمومی تعارف، تدوین قرآن، وحی کی اقسام، قرآن کریم کی تمثیلات، قرآن کے بنیادی مضامین، مکی اور مدنی سورتوں کے مضامین، ان کا اسلوب اور امتیازی خصوصیات، قرآن کریم کے بلاغی اور اعجازی پہلو، قصص القرآن،، قرآنی قسمیں، تفصیل بعد الا اجمال، تقابل، ایجاز، حذف، تعریف آیات، ترجیحات، تشبیہات وغیرہ۔ اگر قرآن کریم کا ترجمہ و تفسیر شروع کرنے سے پہلے صرف چند گھنٹے اس ابتدائی اور تمہیدی گفتگو میں صرف کر دیئے جائیں اور ساتھ ساتھ طالب عل کو ان اصطلاحات کی ایک یا دو مثالیں بھی قرآن کریم

سے دے دی جائیں تو یقیناً اس طرز تدریس سے طالب علم میں بہت جلد قرآن کریم کے بنیادی مضامین، اسلوب، مکی اور مدنی سورتوں کے امتیازات و خصوصیات وغیرہ سے مناسبت پیدا ہونے کی توقع ہے۔

قرآن کریم و تفسیر کے آغاز میں جس طرح ان امور کی تدریس و نشاندہی طالب علم کے لئے مفید ہو سکتی ہے اسی طرح اگر ہر سورت کے آغاز میں سورت کے بنیادی مضامین اور احکام پر گفتگو کر لی جائے اور اس سورت کا ایک اجمالی جائزہ پیش کر دیا جائے تو یقینا یہ بھی ایک مفید کاوش ہو سکتی ہے اور اس کے ذریعے طالب علم ہر سورت کے متعلق بنیادی اور ضروری معلومات کو محفوظ کر سکتا ہے۔ یہ اسلوب دوسرے اسلوب سے زیادہ مفید ہو سکتا ہے جس میں بغیر تمہید کے سورت کا ترجمہ و تفسیر شروع کر دی جاتی ہے۔

جدید جامعات میں کسی بھی مضمون کے آغاز سے پہلے اس مضمون کے حوالے سے نمائندہ کتب اور تحریروں کے بارے میں بھی طالب علم کو آگاہ کیا جاتا ہے اور ان اہم ارتقائی رجحانات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے جو اس مضمون کے سمجھنے میں معاون ہو سکتے ہیں۔ یہ اسلوب اگر قرآن کریم کی تدریس میں اختیار کر لیا جائے تو یقینا اس کا بہت فائدہ ہو سکتا ہے۔ مثلا تفسیر قرآن کے آغاز سے پہلے اگر قرن اول سے لے کر عصر حاضر کی نمائندہ تفاسیر اور تفسیری رجحانات کو طالب علم کے سامنے رکھ دیا جائے تو یقینا اس سے طلباء کو بہت فائدہ ہو سکتا ہے مثلا اگر ان کو بنیادی تفسیری رجحانات میں تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث تفسیر بالرائے، احکام القرآن یا فقہی تفاسیر، کلامی تفاسیر، صوفیانہ تفاسیر یا تفسیر اشاری، سائنسی تفاسیر، موضوعاتی تفاسیر، بلاغی تفاسیر کے مناہج سے آگاہ کر دیا جائے اور رجحانات میں سے ہر ایک کی ایک آدھ نمائندہ تفسیر کا نام اور اسلوب بھی پیش کر دیا جائے تو یقینا یہ سرگرمی طالب علم کے لئے نہ صرف دلچسپی کا باعث ہو گی بلکہ اس کو اپنے علمی ورثے کی وسعت اور ہمہ گیری کے ساتھ ساتھ مختلف رجحانات کا علم ہو گا اور اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ اپنی دلچسپی کے پیش نظر ان رجحانات میں سے ایک دو رجحانات کی نمائندہ تفاسیر کا مطالعہ کرے اور اپنی قرآن فہمی میں اضافہ کرے۔ اس ابتدائی چند گھنٹوں کی محنت کا ایک فائدہ یہ بھی ممکن ہے کہ طالب علم کو ہمیشہ کے لئے یہ پتہ چل جائے گا کہ قرآن کریم کے کس منہج کے لئے کون سی تفسیر مفید ہو سکتی ہے مثلا ابتدائی تفاسیر میں تفسیر طبری[9]، تفسیر القرآن بالحدیث کے لئے تفسیر ابن کثیر[10]، قرآنی فصاحت و بلاغت کے لئے علامہ زمخشری کی الکشاف عن حقائق التنزیل و عیون الاقاویل فی وجوہ التاویل[11]، کلامی مسائل کے لئے امام رازی کی تفسیر کبیر[12]، فقہی

[9]الطبري، أبو جعفر، مُحَمَّد بن جرير بن يزيد بن كثير بن غالب الآملي، (وفات: 310ھ)،جامع البيان في تأويل القرآن،تفسير الطبري.

[10]ابن كثير، أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي (وفات: 774ھ)، تفسير القرآن العظيم.

[11]الزمخشري، جار الله، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد،(وفات: 538ھ)، الكشاف عن حقائق التنزيل و عيوناالاقاويلفى وجوه التاويل۔

[12]الرازي، التيمي فخر الدين،أبو عبد الله، مُحَمَّد بن عمر بن الحسن بن الحسين (وفات: 606ھ)، التفسير الكبير – يا – مفاتيح الغيب.

تفاسیر کے لئے مدارک التنزیل[13]، معالم التنزیل[14]، احکام القرآن للقرطبی[15]، صوفیانہ تفسیر کے لئے روح المعانی[16]، تفسیر مظہری[17] وغیرہ، اسی طرح سائنسی تفاسیر میں علامہ طنطاوی جوہری کی جواہر القرآن وغیرہ اور عصر حاضر کے ایک نئے منہج جسے تفسیر موضوعی کہتے ہیں پر بھی تفاسیر دستیاب ہیں جن سے طلبہ کو روشناس کرایا جاسکتا ہے۔

قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر میں ایک منہج نظم قرآن کا بھی ہے اور یہ اسلوب قدماء میں بھی موجود تھا لیکن ایک دو صدیوں سے اس اسلوب اور منہج نے بہت ترقی کی ہے اور اس سے طالب علم کو قرآن کریم کے نظم اور سورتوں اور آیتوں کے باہمی ربط سے آگاہی ہوتی ہے یہ اسلوب یقیناً قرآن فہمی کے لئے بہت معاون ہے اس میں ہمارے کلاسیکی علماء میں امام رازی، امام زمخشری وغیرہ حضرات ہیں اور پچھلی صدی کی تفاسیر میں مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا ابو الاعلیٰ مودودی، مولانا حمید الدین فراہی کی تدبر قرآن اور عرب عالم علامہ شیخ سعید مصری کی تفسیر الاساس فی التفسیر اس رجحان کی نمائندہ تفاسیر میں شامل ہیں۔

اوپر ذکر کی گئی تینوں سرگرمیوں کی عملی تطبیق کے لئے شاید ایک یا دو ہفتوں کی ضرورت پڑے اور اگر استاد قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کے آغاز سے پہلے ان چیزوں کو ایک یا دو ہفتوں میں طلباء کو پڑھا دے تو یقیناً یہ ان کی قرآن فہمی کی استعداد کے اضافے اور بہتری میں خاطر خواہ مفید ہو سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں استاد کو شاید زیادہ محنت کی بھی ضرورت نہ پڑے کیونکہ ان تمام موضوعات پر اردو اور عربی میں کتب دستیاب ہیں بلکہ اگر صرف ڈاکٹر محمود احمد غازی[18] صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی محاضرات قرآنی ہی سے استفادہ کر لیا جائے تو یقیناً وہ ان تمام مضامین کا احاطہ کر لیتی ہے۔

---

[13] النسفي ، حافظ أبو البركات ، عبد الله بن أحمد بن محمود ،(وفات: 710هـ)، تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل) .

[14] البغوي ،محيي السنة ، أبو مُحَمَّد ، الحسين بن مسعود،(وفات: 516 هـ)،معالم التنزيل .

[15] القرطبي ، شمس الدين ، أبو عبد الله ، مُحَمَّد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح (وفات: 671هـ)الجامع لأحكام القرآن المعرف بـ تفسير القرطبي.

[16] الألوسي، الحسيني، شهاب الدين، محمود بن عبد الله ،(وفات: 1270هـ)، روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، المعروف بـ تفسير الآلوسي.

[17] المظهري،العثماني، الحنفي، النقشبندى، القاضي، الهندي ، مولوي مُحَمَّد ثناء الله الفاني فتي ، (وقات:1225 هـ)، التفسير المظهري.

[18] غازی، محمود احمد، ڈاکٹر، آپ وفاقی وزیر مذہبی امور۔ صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی ،اسلام آباد۔ ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی۔ بین الاقوامیاسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ جج شریعت اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان۔ خطیب شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ رکن اسلامی نظریاتی کونسل وغیرہ مناصب پر فائز رہے، آپ نے انتہائی اہم موضوعات سے متعلق تصانیف لکھی، ان میں سے ایک

ترجمہ قرآن کریم کے حوالے سے ایک تجویز یہ پیش کی جاسکتی ہے کہ اگر استاد قرآن کریم کے ترجمے کے آغاز سے پہلے ترجمہ کرنے کے بنیادی اصول وضوابط سے طلباء کو آگاہ کردے اسی طرح تحت اللفظ اور بامحاورہ ترجمہ کرنے کی مشق کرواتا رہے تو شاید اس میں زیادہ وقت تو صرف نہ ہو لیکن طالب علم میں دونوں طرح کے ترجمے کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے گی۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ طالب علم کو مبتدی درجات میں تحت اللفظ ترجمہ کرنے کی مشق کروائی جاتی ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ آیت کے کسی اہم لفظ کا ترجمہ نہ چھوڑ دے لیکن چوں کہ اس کے ساتھ ساتھ بامحاورہ ترجمہ کرانے کی مشق نہیں کی جاتی تو اس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ طالب علم منتہی درجات میں پہنچ کر بھی تحت اللفظ ترجمہ ہی کرتا ہے بلکہ بعض اوقات تو فراغت کے بعد اپنے خطبات اور درس قرآن میں بھی تحت اللفظ ترجمہ ہی کرتا رہتا ہے جو کہ سامعین کے لئے ناقابل فہم ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر طالب علم کو ابتداء سے ہی تحت اللفظ ترجمے کے ساتھ ساتھ بامحاورہ ترجمہ کرنے کی بھی مشق کروالی جائے تو یقیناً یہ پہلے طریقے سے زیادہ مفید ہوگا اور اس بات سے انکار کرنا مشکل ہے کہ عوامی اجتماعات اور درس قرآن کے حلقوں میں بامحاورہ ترجمے کو اس کے زیادہ قابل فہم ہونے کی وجہ سے سراہا اور پسند کیا جاتا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ جو اساتذہ تدریس کے ساتھ ساتھ عوامی درس قرآن کی خدمات سرانجام دیتے ہیں ان کا ترجمہ عام علماء کی نسبت زیادہ بامحاورہ، سلیس، رواں اور عام فہم ہوتا ہے یقیناً اس میں کسی اضافی چیز کی ضرورت نہیں بلکہ پہلے سے کئے جانے والے کام میں تھوڑی سی محنت بڑھانے کی ضرورت ہے۔

درس نظامی کے نصاب میں علوم القرآن اور اصول تفسیر کے عنوان سے دو کتابیں شامل ہیں ایک شاہ ولی اللہ کی الفوز الکبیر فی اصول التفسیر اور دوسری علامہ صابونی کی التبیان فی علوم القرآن ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ الفوز الکبیر چھٹے سال میں پڑھائی جاتی ہے اور التبیان ساتویں سال میں جبکہ طالب علم ایک مرتبہ مکمل قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر پانچویں سال تک مکمل کرلیتا ہے اور اس کے بعد اس کو اصول تفسیر پڑھائے جاتے ہیں جبکہ فقہ میں معاملہ یہ ہے کہ اصول الفقہ اور فقہ کی کتب اکٹھی پڑھائی جاتی ہیں تاکہ طالب علم ان اصول کی تطبیق فقہ میں کرسکے اسی طرح حدیث کی بڑی کتب کے آغاز سے پہلے اصول حدیث پر ایک بہت ہی مفید چھوٹا سا رسالہ خیر الاصول[19] اور اسی طرح اصول حدیث پر بہت ہی عمدہ کتاب تدریب الراوی[20] پڑھائی جاتی ہے جب کہ قرآن کریم کی تفسیر میں یہ معاملہ

"محاضرات قرآنی" بھی ہے جو اصل میں ڈاکٹر صاحب رحمہ اللہ کے لیکچرز ہیں، ڈاکٹر صاحب نے 25 ستمبر 2010 کو وفات پائی– رحمه الله رحمة واسعة وأسكنه فسيح جناته - آمین۔

[19] جالندھری، خیر محمد بن الٰہی بخش، علامہ، محدث، فقیہ، (وفات:1390ھ)، خیر الأصول في حديث الرسول ﷺ بلش: مکتبہ معہد عثمان بن عفان کراچی۔

[20] السيوطي، جلال الدين، عبد الرحمن بن أبي بكر، (المتوفى: 911ھ)، تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي .

ہے کہ پہلے پورے قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کی تفسیر پڑھائی جاتی ہے۔ اور پھر اصول تفسیر پڑھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح ساتویں سال میں التبیان فی علوم القرآن پڑھائی جاتی ہے جو یقیناً ایک مفید کتاب ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ابتدائی نوعیت اور مبتدی درجات میں پڑھائی جانے والی کتاب ہے منتہی درجات کے طلباء کو اسی نوعیت کی ابتدائی کتاب پڑھانے سے شاید الاتقان فی علوم القرآن [21]، مناہل العرفان [22]، یا زرکشی کی البرھان [23] پڑھانا زیادہ بہتر اور مفید ہو جس میں علوم القرآن کی بحثیں زیادہ منضبط او گہرے انداز میں بیان کی گئی ہیں۔

چھٹے سال میں تفسیر جلالین پڑھانے سے یقینا طالب علموں کو قرآن کریم کے محذوفات، ضمائر کی تعیین اور دیگر امور میں مہارت حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے لیکن اگر اسی کے ساتھ اسی بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ چند پارے مثلا پانچ پارے پڑھانے کے بعد اگلے پچیس پاروں میں پانچ مختلف رجحانات کی نمائندہ تفاسیر کو پڑھایا جائے تو یقیناً اس طرح طالب علم کو زیادہ فائدہ پہنچنے کی توقع ہے اور طالب علمی میں ہی اسے پانچ مختلف رجحانات کی نمائندہ تفاسیر کا علم ہو جائے گا اس کے لئے تفسیر ابن کثیر، احکام القرآن للجصاص [24]، روح المعانی یا تفسیر مظہری، کشاف اور الاساس فی التفسیر [25] یا دیگر تفاسیر سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

دینی مدارس اور جامعات میں باہمی ربط و ارتباط کی کمی کا جانبین میں شدت سے احساس پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر اوقات جامعات کی طرف سے کرائی جانے والی قرآن کانفرنسوں اور ان کی طرف سے چھپنے والے علمی کاموں سے دینی مدارس کے اساتذہ کرام بے خبر ہوتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دونوں طرف کے حضرات کے باہمی رابطے میں اضافہ کیا جائے اور خاص طور پر جامعات میں قرآن اور علوم القرآن کے حوالے سے چھپنے والی تحریروں کو دینی مدارس میں روشناس کرایا جائے تاکہ علماء و طلباء اس سے مستفید ہوں اور یہ کام جانبین کی پیش رفت اور ربط کی کوششوں کے بغیر ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر اگر صرف زوار اکیڈمی کے ماہنامہ تعمیر افکار کے دو جلدوں میں قرآن کریم نمبر کے مضامین کا جائزہ لیا جائے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ قرآن اور علوم القرآن کے حوالے سے بہت ہی مفید

---

[21] السیوطی ، الاتقان في علوم القرآن .

[22] الزُّرْقاني ،محمّد عبد العظيم ،(المتوفى: 1367هـ)، مناهل العرفان في علوم القرآن.

[23] الزركشي ،بدر الدين ، أبو عبد الله، محمّد بن عبد الله بن بهادر ،(المتوفى: 794هـ)، البرهان في علوم القرآن .

[24] الجصاص، الرازي، الحنفي،أبو بكر ، أحمد بن علي ،(المتوفى: 370هـ)، احكام القرآن .

[25] حوّى، النعيمي،سعيد بن محمّد ديب بن محمود، السوري، (المتوفى:1409 هـ)،الأساس في التفسير.

مضامین ایسے ہیں جن کے بارے میں ہمارے دینی مدارس میں عام طور پر واقفیت نہیں ہے اور درس قرآن میں ان پر گفتگو نہیں کی جاتی۔ مثال کے طور پر چند مضامین کے عنوانات درج ذیل ہیں:

1. قرآن مجید ایک تعارف
2. قرآن مجید کے صوری اور معنوی محاسن ایک اجمالی جائزہ
3. صوتیات میں قرآنی تجوید کی اہمیت
4. نظریہ اعجاز القرآن ایک تاریخی مطالعہ
5. قرآنی منظر کشی میں اعجاز کے نقوش
6. اعجاز القرآن ایک سائنسی انداز نظر
7. قرآن کا تصور علم
8. نظریہ علم کا قرآنی تصور
9. قرآن اور فلسفہ کائنات
10. معیشت کی بنیاد قرآن مجید کی روشنی میں
11. غیر مسلموں سے تعلقات کی نوعیت قرآن حکیم کی روشنی میں
12. قرآن حکیم اور جمالیات
13. قرآن مجید کا جمالیاتی نقطۂ نظر
14. قرآن کا فلسفہ تاریخ
15. قرآن مجید کا اسلوب اجمال کے بعد تفصیل
16. قرآن کریم میں استدلال کے مباحث
17. قرآن کے اسالیب دعوت واستدلال
18. قرآن مجید کی قسمیں
19. قرآن اور تمثیلات
20. قرآن میں حیوانی تمثیلات کا مقصد

21. قرآن میں غیر عربی الفاظ کی حقیقت
22. قرآن مجید اور اردو
23. علم قرأت عہد وسطی کے ہندوستان میں
24. علم قرآن سترھویں صدی عیسوی کے ہندوستان میں
25. عربی زبان میں علمائے ہند کی قرآنی خدمات
26. ہندوستانی عربی ادبیات میں تفسیری رجحانات کا مطالعہ
27. قرآن مجید کے ہندی تراجم
28. قرآن مجید کے انگریزی تراجم
29. تفسیر وعلم تفسیر
30. شرائط مفسر ومترجم
31. قرآن کی تفسیر کا اسلوب
32. تفسیر قرآن اور اسرائیلیات
33. ترجمہ قرآن کریم کے مسائل اور ان کا حل
34. تفسیر اور اہل تفسیر جس میں گیارہ مختلف تراجم وتفاسیر قرآن کا جائزہ پیش کیا گیا ہے
35. قرآن اور مغرب اعتراضات اور جوابات
36. متشرقین کے تراجم قرآن ایک جائزہ
37. قرآن کریم کے ترجمے میں متشرقین کے مناہج

اوپر دیئے گئے عنوانات صرف ایک رسالے کے قرآن کریم نمبر کے ہیں اور صرف پاکستان میں متعدد ایسے رسائل اور جرائد چھپتے ہیں جن میں قرآن اور علوم قرآن کے حوالے سے مضامین شامل ہوتے ہیں۔ اگر دینی مدارس میں ان رسائل و جرائد کی رسائی و فراہمی ممکن ہو سکے تو یقیناً اس کے اساتذہ مزید بہتر انداز میں قرآنی علوم و مصارف سے طلباء کو آگاہ کر سکیں گے جب کہ اس حقیقت سے بالکل انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ حضرات پہلے ہی بہت تن دہی، اخلاص، للٰہیت اور محنت سے اپنے اپنے شعبوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس حوالے سے دینی مدارس کے مہتمم حضرات اور ارباب حل وعقد کو بھی سوچنا چاہیے کہ اگر وہ صرف پاکستان میں کئے جانے

والے علمی کام سے اپنے مدرسے کے اساتذہ و طلباء کو روشناس کراتے رہیں تو اس سے بھی ان کی صلاحیتوں میں مزید نکھار آئے گا اور ان کی تحقیقی اٹھان میں مزید بہتری آئے گی اور یہ سب کچھ ہو گا بھی کم خرچ بالا نشین۔

جدید جامعات کی طرف سے تعاون کی ایک صورت یہ بھی ممکن ہے کہ مختصر نوعیت کے دورانیے کی ورکشاپس کا انعقاد کیا جائے جس میں دینی جامعات میں قرآن کریم کی خدمات سر انجام دینے والے اساتذہ کو مدعو کیا جائے اور دس روزہ یا پندرہ روزہ ورکشاپ میں ان امور سے ان کو روشناس کرایا جائے۔ یقیناً اس طرح کی مختصر وقت کی ورکشاپ بھی ان کے لئے کافی ہو سکتی ہے کیوں کہ ان کو پہلے سے قرآن و علوم القرآن سے گہری واقفیت حاصل ہوتی ہے اور صرف جدید مناہج سے آگاہی کے بعد ان کی صلاحیتوں میں خاطر خواہ اضافہ متوقع ہے جس کے مثبت اثرات لاکھوں طلباء تک پہنچنے کی اُمید اور توقع کی جاسکتی ہے۔

دینی مدارس میں عمومی طور پر دو رجحانات زیادہ پائے جاتے ہیں ایک فقہی رجحان اور دوسرا حدیث شریف کا رجحان یہی وجہ ہے کہ تقریبا تمام مدارس میں حدیث کے ماہر اساتذہ کرام پائے جاتے ہیں اور خاص طور پر سب سے بڑا علمی عہدہ شیخ الحدیث کا ہوتا ہے اسی طرح فقہ اور اصول الفقہ کو بھی خاص اہمیت دی جاتی ہے اور اس کے لئے ماہر مفتیان کرام کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں لیکن یہ ایک ناقابل تردید اور افسوسناک حقیقت ہے کہ قرآن کریم کی تدریس کے لئے عام طور پر کسی ماہر استاد کو تلاش نہیں کیا جاتا بلکہ اسباق کی تقسیم کے دوران اساتذہ میں حدیث شریف اور فقہ کی کتب کی تدریس کے لئے تو ایک مسابقت کی فضا پائی جاتی ہے لیکن قرآن کریم کی تدریس کے لئے اس درجے کی رغبت اور اشتیاق کا اظہار نہیں ہوتا جتنا حدیث اور فقہ کے لئے ہوتا ہے۔

عام طور پر دینی مدارس میں یہ رجحان دیکھنے میں آیا ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ مبتدی یا متوسط درجے کے اساتذہ کو دے دیا جاتا ہے اور ساتھ یہ تاثر بھی پایا جاتا ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھانا کوئی ایسا مشکل اور علمی کام نہیں۔ اس تاثر کی اصلاح بہت ضروری ہے اور اس کے لئے عملی اقدامات اٹھائے بغیر قرآن کریم کی اہمیت کو درس نظامی میں بحال نہیں کیا جاسکتا۔ اس بات کا دعویٰ تو کیا جاتا ہے کہ علوم عالیہ میں قرآن کریم کو اساسی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے اور حدیث اور فقہ کا درجہ اس کے بعد آتا ہے لیکن عملاً اس دعویٰ کو عملی صورت میں ثابت نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ ہمیں نہ صرف دینی مدارس میں شیخ القرآن کا عہدہ متعارف کرانے کی ضرورت ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تخصص فی الفقہ، تخصص فی الحدیث کے ساتھ ساتھ تخصص فی القرآن کے نصاب کو بھی مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

دینی مدارس میں تعلیمی سال کے اختتام پر دورہ تفسیر کرانے کا رجحان بھی پایا جاتا ہے اس رجحان کی حوصلہ افزائی اور اس میں اضافے کی ضرورت کے ساتھ ساتھ اس میں اوپر ذکر کردہ گزارشات کو شامل کرنے سے اس کی افادیت میں مزید اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ کچھ اداروں نے دورہ قرآن کے نصاب میں مفید اور مثبت اضافے بھی کئے ہیں جس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

آخر میں اپنی گزارشات کا خلاصہ پیش خدمت ہے:۔

1. قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے آغاز سے پہلے اگر چند محاضرات علوم القرآن اور قرآن مجید سے متعلق ضروری مباحث پر پیش کر دیئے جائیں تو اس سے فائدہ کی توقع ہے۔
2. ہر سورت کے آغاز سے قبل اس کے متعلق ضروری معلومات اور اس کا خلاصہ پیش کرنا اس سورت کے فہم میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔
3. طلباء کو تفسیری مناہج اور علوم تفسیر کے آغاز وارتقاء سے روشناس کرانا بھی مفید ہو سکتا ہے۔
4. ترجمہ قرآن کریم میں تحت اللفظ کے ساتھ ساتھ بامحاورہ ترجمہ کی مشق کرانا۔
5. علوم القرآن اور اصول تفسیر کے متعلق کتب کو ترجمہ قرآن کے آغاز میں ساتھ ساتھ پڑھانا آخر میں پڑھانے سے زیادہ مفید ہو سکتی ہیں۔
6. دینی مدارس کے اساتذہ و طلباء کو رسائل وجرائد میں چھپنے والے علوم القرآن اور قرآن کے مضامین سے روشناس کرانا۔
7. قرآن کریم کے حوالے سے منعقد کی جانے والی کانفرنسوں، سیمیناروں اور مذاکروں میں دینی مدارس کے اساتذہ و طلباء کی شرکت کو یقینی بنانا۔
8. الاتقان فی علوم القرآن، مناھل الفرقان اور البرھان جیسی کتب کو نصاب میں شامل کرنا۔
9. تفسیر جلالین کے پانچ پارے مکمل کرا کے اگلے پچیس سپاروں میں پانچ مختلف تفاسیر کا مطالعہ کروانا جو پانچ مختلف تفسیری مناہج پر مشتمل ہوں۔
10. بین الاقوامی یونیورسٹی کے زیر اہتمام قرآن اور علوم القرآن کے موضوعات پر مختصر ورکشاپوں کا اہتمام کرنا اور اس میں دینی مدارس میں قرآن کریم کی تدریس کی خدمت سے وابستہ افراد کو مدعو کرنا۔
11. دینی مدارس میں تدریس قرآن کے لئے ماہر اساتذہ کرام کی خدمات حاصل کرنا اور شیخ القرآن کے عہدے کا اجراء کرنا۔

12. دینی مدارس میں سال کے آخر میں کرائے جانے والے دورہ تفاسیر میں قرآن کریم ے ترجمہ و تفاسیر کے ساتھ ساتھ قرآن اور علوم القرآن پر اسی ضمن کے ماہرین کے توسیعی خطابات کا بندوبست اور اہتمام کرنا۔

13. تمام بڑے دینی مدارس میں تدریس قرآن کے حوالے سے ایک دو یا تین روزہ کانفرنسوں کا انعقاد کیا جائے جس میں دینی مدارس سے وابستہ تمام وفاقوں کے ذمہ داران کو دعوت دی جائے اور تمام وفاقوں میں قرآن کریم اور علوم القرآن کے نصاب کے جائزے کے ساتھ اس میں بہتری کی تجاویز پیش کی جائیں اور ان وفاقوں کے ذمہ داران سے ان تجاویز کی تطبیق کی گزارش کی جائے۔